AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

عہدِ سلجوقی کے صوفیاء کا تعلق بالحدیث (ایک تجزیاتی مطالعہ)

# The Relationship of Sufis with the Hadith during the Seljuk Era (An Analytical Study)

**Kashifa Hakam joya**
PhD scholar Department of Islamic studies The Islamia university of Bahawalpur Pakistan
kashifahakim@gmail.com
**Ansa Hanif**
PhD scholar Department of Islamic studies the Islamia university of Bahawalpur
ansa.bwp@gmail.com
**Tanveer Ahmad**
PhD scholar Department of Islamic studies The Islamia university of Bahawalpur
tanveeruchvi@gmail.com

**Abstract**

This article undertakes an analytical study of the relationship between Sufis and the Hadith during the Seljuk era, a period marked by significant developments in Islamic spirituality and scholarship.The Seljuk era, renowned for its vibrant intellectual and spiritual dynamism, witnessed the flourishing of Sufism as a pivotal component of Islamic life and thought. This study aims to explore the profound interactions between Sufi mystics and the Hadith literature, highlighting how Sufis embraced, interpreted, and integrated the teachings of the Prophet (Peace be upon him) into their spiritual practices and doctrinal foundations.Furthermore, the study addresses the contributions of prominent Sufi scholars to the science of Hadith and their efforts in defending and disseminating authentic prophetic traditions. It also explores the challenges and controversies that arose from the Sufi use of Hadith, particularly in instances where their interpretations diverged from orthodox understandings.By providing an analytical overview of the Sufis' engagement with Hadith during the Seljuk era, this article contributes to a deeper appreciation of the symbiotic relationship between Sufism and Hadith scholarship. It highlights the enduring legacy of this interaction in enriching Islamic spirituality and offers insights into the complex interplay between mystical experience and religious orthodoxy.Ultimately, this study aims to

shed light on the multifaceted dimensions of Sufi spirituality in the Seljuk period, emphasizing the central importance of the Hadith in cultivating a profound and nuanced love for the Prophet Muhammad (Peace be upon him)within the hearts of the believers.Through this exploration, the article seeks to foster a more comprehensive understanding of the historical and spiritual context that shaped the Sufi approach to the Hadith and its impact on the development of Islamic mysticism.

**Keywords:** Sufism, dissemination of Hadith, Sufism, Seljuk Empire, Ottoman Empire, defense

**تمہید:**

حدیثِ رسول ﷺ کی خدمت ہر دور کے علماء وصلحا کا اولین مقصد رہا ہے کیونکہ اس مقصد میں متعدد عظیم سعادتیں پنہاں ہیں اور اسی میں دنیوی واخروی کامیابی مضمر ہے۔ سلجوقی سلطنت یا سلاجقۂ عظام پانچویں صدی ہجری میں درمیان میں مشرق وسطی اور وسط ایشیا میں قائم ایک مسلم بادشاہت تھی جو نسلاً اوغوز ترک تھے۔ اس عہد میں کئی صوفیاء کرام پیدا ہوئے اور اپنے اپنے حصے کی خدماتِ دینیہ سرانجام دیں، ہم ان کے خدمتِ بالحدیث کے پہلو پر بلا خصوص کلام کریں گے جس سے یہ بات ظاہر ہو گی کہ دیگر ائمہ کی طرح حضراتِ صوفیائے کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث کی بہترین خدمت سرانجام دی ہے اور اس کے ذریعے وہ بے شمار لوگوں کی ہدایت کا سبب بنے۔

**تصوف کا تعارف:**

"اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صادقین، قانتین، مخلصین، محسنین، عابدین، خاشعین، متوکلین، صابرین، اولیاء، ابرار اور اس طرح کے دیگر الفاظ کے ذریعے اپنے نیک، مقبول اور صالح بندوں کا ذکر کیا ہے۔ صدق، اخلاص، احسان، عبادت، خشوع وخضوع، فقر، توکل، صبر، شکر چونکہ صوفیہ کی امتیازی صفات ہیں، اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ صوفیہ معنوی طور پر ان میں شامل اور داخل ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں توبہ، انابت، توکل، قرب، خوف، رجا، مشاہدہ، یقین کی تعریفات آئی ہیں، یہی چیزیں تصوف میں احوال یا مقامات کہلاتی ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن میں دنیوی زندگی کو لہو ولعب اور دھوکے کی پونجی کہا گیا ہے اور یہی چیز تصوف کی اساس ہے۔ نیز قرآن حکیم میں اخلاقِ حسنہ پر زور دیا گیا ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ تصوف اخلاقِ حسنہ کا دوسرا نام ہے"۔

"التصوف هوالاخلاق الرضية، التصوف هوالحرية والفتوة وترک التكلف والسخاء وبذل الدنيا"[1].

"تصوف پسندیدہ اخلاق کا نام ہے۔ تصوف آزادی و جوانمردی اختیار کرنے کا نام ہے، تکلفات کے چھوڑنے، سخاوت اور دنیا کے خرچ کرنے کا نام ہے"۔

"نبی کریم ﷺ کی احادیث میں بھی صدیقین، صالحین اور دوسرے ناموں سے مردانِ خدا کی مدح و ثناء کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں صدق اخلاص، صبر، شکر، فقر، زہد، قناعت، توکل، رضا بالقضا جیسے قلبی و روحانی اعمال کی تاکید سے کتبِ حدیث بھری پڑی ہیں۔ صوفیاء ان ہی افعال القلب کی درستگی پر زور دیتے ہیں۔ صوفیاء کی ساری تعلیمات اور ریاضات و مجاہدات کا بڑا مقصود بھی تزکیہ نفس (نفس کو رذائلِ اخلاق، کبر، حسد، کینہ، حبِ جاہ، حبِ مال، خواہشات نفسانی وغیرہ سے پاک کرنا) اور دل کی اصلاح ہوتا ہے۔ دل کی حیثیت انسانی جسم میں بادشاہ کی ہوتی ہے اور باقی سارے اعضاء و جوارح کی حیثیت رعایا کی سی ہے۔"۔

اسی لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

"الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهی القلب"۔

"لوگو! کان کھول کر سن لو کہ جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا بھی ہے کہ اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، سن لو وہ گوشت کا ٹکڑا انسان کا دل ہے"۔[2]

تصوف کی متعدد کتابوں میں صحیحین کی حدیث جرائیل کو سلوک کی اساس بنایا گیا ہے۔ حدیث جرائیل میں احسان کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ:

"ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك".[3]

"تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو یہ یقین رکھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے"۔

اسی احسان کی منزل کو پانے کی مخلصانہ سعی کا نام اصطلاحِ صوفیاء میں تصوف و طریقت ہے۔

امام ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہِ الْقَوِی (متوفی ۴۶۵ھ) رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا رُوَیم بن احمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہِ الصَّمَد سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا:

"تصوف یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو اپنے ربّ کی مرضی پر چھوڑ دے کہ وہ جو چاہے اس سے کام لے
اور جب حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیۡہِ رَحمۃُاللہِ الۡہَادِی سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَحۡمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ
نے ارشاد فرمایا: تصوف یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی سے بھی کوئی تعلق نہ رکھا جائے"۔[4]

**تصوف کی بنیادی خصوصیات:**

حضرت سید علی بن عثمان جلابی المعروف حضور داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب کشف المحجوب میں حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ: "تصوف کی بنیادی خصوصیات آٹھ ہیں:

(1)... سخاوت

(2)... رضا

(3)... صبر

(4)... اشارہ

(5)... غربت

(6)... گدڑی (لباس)

(7)... سیاحت اور

(8)... فقر۔

یہ آٹھ خصلتیں آٹھ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہیں۔ چنانچہ،

(1)... **سخاوت** حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ کیونکہ آپ نے راہِ خدا میں اپنے جگر گوشہ کی قربانی دینے سے بھی گریز نہ کیا۔

(2)... **رضا** حضرت سیّدُنا اسماعیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ کیونکہ آپ نے ربّ کی رضا کے لیے اپنی جانِ عزیز کو بھی بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا۔

(3)... **صبر** حضرت سیّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ کیونکہ آپنے بے انتہا مصائب پر صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اپنے ربّ کی آزمائش پر ثابت قدم رہے۔

(4)... **اشارہ** حضرت سیّدُنا زکریا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ کیونکہ ربّ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا:

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًاؕ[5]

ترجمۂ کنزالایمان: تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے۔

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا[6]

ترجمۂ کنزالایمان: جب اسنے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

(5)... **غربت** حضرت سیّدُنا یحییٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے کہ انہوں نے اپنے وطن میں بھی مسافروں کی طرح زندگی بسر کی اور خاندان میں رہتے ہوئے بھی اپنوں سے بیگانہ رہے۔

(6)... **گدڑی** (صوف کا لباس) حضرت سیّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے جنھوں نے سب سے پہلے پشمینی لباس زیبِ تن فرمایا۔

(7) **سیاحت** حضرت سیّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے جنھوں نے تنہا زندگی گزاری اور ایک پیالہ و کنگھی کے سوا کچھ بھی پاس نہ رکھا۔ بلکہ ایک مرتبہ کسی کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیتے دیکھا تو پیالہ بھی توڑ دیا اور جب کسی کو دیکھا کہ انگلیوں سے بالوں میں کنگھی کر رہا ہے تو کنگھی بھی توڑ دی۔

(8) **فقر** محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت ہے جنہیں رُوئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمائی گئیں مگر آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے خدا! میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک روز شکم سیر ہوں تو دو روز فاقہ کروں۔

جب علم کی بات ہوتی ہے تو ان ائمہ کا ذکر آتا ہے جو بطور محدثین، ائمہ حدیث، ائمہ فقہ، ائمہ تفسیر، ائمہ عقیدہ مشہور ہیں۔ ان کا نام علوم شریعت میں سند، حجت، معتبر مصدر اور اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ ان پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور ان کی متصل اسانید کو بیان کیا جاتا رہا۔ گویا علم کے تمام کام ان مبارک ہستیوں پر منحصر رہے، مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام عبد الرزاق، امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، امام طبرانی وغیرہ۔ پہلی چار صدیاں حدیث کے جلیل القدر مصادر، کتب حدیث کی تالیف اور ترتیب و تدوین میں صرف ہوئیں اور بعد کے محدثین و علماء ان پر اعتماد اور استفادہ کرتے ہوئے کام کو آگے بڑھاتے رہے۔ جب بھی علم کی بات ہوتی ہے، انہی کا ذکر ہوتا ہے اور ان کے نام کو حجت سمجھا جاتا ہے۔ جب بھی حدیث کی بات ہو گی تو امام بخاری، امام مسلم اور دیگر ائمہ حدیث، ائمہ فقہ، ائمہ تفسیر، ائمہ اربعہ کا حوالہ مانگا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے، علم کے باب میں اہل علم نے ائمہ تصوف و ائمہ ولائت کو کبھی حجت تسلیم نہیں کیا۔ انہیں صرف اس اعتبار سے جانا جاتا رہا کہ وہ اصحابِ زہد وورع، اصحابِ تقویٰ، اصحاب اخلاص تھے۔ یہ لوگ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے، تزکیہ نفس و تصفیہ قلب رکھتے، کرامات، مشاہدات، مکاشفات، مجاہدات کی حامل ہوتے، اور احوال و مقامات کے مالک ہوتے تھے۔ گویا ان کا ذکر انہی حوالوں سے ہوتا رہا۔ اولیاء اللہ اور ائمہ تصوف پر جتنی کتابیں لکھی گئیں، وہ تمام بھی ان کے حالات زندگی، اقوال، کرامات اور روحانی مقامات پر مشتمل تھیں۔ ان کی علمی حیثیت کو عام طور پر تسلیم نہیں کیا گیا اور ان کا کام زیادہ تر روحانی تجربات اور عبادات کے گرد گھومتا رہا۔ یوں یہ دو مکتب فکر الگ الگ حیثیت رکھتے رہے، ایک طرف علمی و فقہی کام کرنے والے ائمہ، اور دوسری طرف روحانی و تصوف کے راستے پر چلنے والے اولیاء۔

حالانکہ اللہ پاک نے ہر دور میں ایسے جلیل القدر صوفیاء پیدا فرمائے ہیں جنہوں نے دینِ اسلام کی بہترین خدمت کی ہے بالخصوص ہمارا موضوعِ سخن عہدِ سلجوقی کے جید صوفیائے کرام اور ان کی خدماتِ حدیث ہے لہذا اس عہد کے جید صوفائے کرام اور ان کی خدماتِ حدیث بالتدریج درج ذیل ہے:

### 1. امام ابو القاسم عبد الکریم القشیری (المتوفی 465ھ)

**نام و نسب:**

ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن بن عبد الملک بن طلحہ بن محمد استوائی شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

**ولادت:**

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 375یا376ھ میں ہوئی۔[7]

## تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علوم وفنون پر متعدد کتب لکھیں جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

- الرسالة القشيرية في التصوف.
- لطائف الإشارات، تفسير للقرآن الكريم۔
- كتاب القلوب الصغير، والكبير.
- شكاية أحكام السماع.
- شكاية أهل السنة.
- ناسخ الحديث ومنسوخه.
- ديوان شعر.
- القصيدة الصوفية.
- الحقائق والرقائق۔
- فتوى محررة في ذي القعدة سنة 436 هجرية
- آداب الصوفية،
- كتاب الجواهر،
- كتاب المناجاة،
- رسالة ترتيب السلوك،
- بُلغة القاصد.

## خدماتِ حدیثیہ:

### درسِ حدیث:

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں دروسِ حدیث کا سلسلہ کیا اور حدیث کی تدریس فرمائی اور وقت کے جید علماء آپ سے سماعِ حدیث فرماتے جیسا کہ امام خطیب بغدادی اور امام بیہقی کے بارے میں مروی ہے کہ وہ دونوں حج پر گئے اور وہاں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کا سماع کیا ۔[8]

اور 437ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے املاءِ حدیث کے لیے باقاعدہ ایک مجلس قائم فرمائی اور اس مجلس میں چالیس احادیث کو "اربعین" نامی کتاب میں جمع فرمایا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری 23 سے 27 سال حدیث پاک کی تدریس میں صرف فرمائے۔[9]

**کتابتِ حدیث:**

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کئی تصانیف میں حدیثی ذخیرہ جمع فرمایا ہے جس میں سرفہرست آپ کی مشہورِ زمانہ کتاب "رسالہ قشیریہ" ہے۔ یہ کتاب انتہائی اہمیت اور فضیلت کی حامل ہے اور شریعت و حقیقت کی جامع ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اپنی ہر بات کو قرآن و حدیث سے مدلل کیا ہے۔

اس کتاب میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے 163 احادیث لکھیں جن میں سے 85 احادیث کو اپنی مکمل سند کے ساتھ بیان کیا اور ان میں سے شدید ضعیف احادیث کی تعداد انتہائی کم ہے اور ایک تحقیق کے مطابق صرف 7 احادیث میں شدید ضعف ہے جو کہ کل کا 4.29% ہے اور کتبِ تصوف میں سے رسالہ قشیریہ میں یہ تعداد انتہائی کم ہے وگرنہ دیگر کتبِ تصوف میں ضعیف روایات کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔[10]

مثلاً باب التوبہ میں قرآن مجید کی آیت ذکر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

" أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَوْرَكٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَحْمُودِ بْنِ خَرَّازٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضْلِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لا ذَنْبَ لَهُ وَإِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا لَمْ يَضُرَّهُ ذَنْبٌ، ثُمَّ تَلا {إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ} [البقرة: ٢٢٢] ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا عَلامَةُ التَّوْبَةِ؟ قَالَ: النَّدَامَةُ"۔[11]

اسی طرح "باب الصمت" میں لکھتے ہیں:

"أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الأَصْبَهَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ"۔

اسی طرح تقریباً ہر باب میں احادیث و آثار ذکر فرماتے ہیں جس سے آپ کی خدمتِ حدیث کا نمایاں پہلو واضح ہوتا ہے۔

## 2. امام ابو حامد غزالی (المتوفی 555ھ)

### نام و نسب:

ابو حامد محمد بن محمد بن احمد غزالی طوسی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

### ولادت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 450ھ میں طوس کے ایک قصبہ طاہران میں ہوئی۔[12]

### آغازِ تدریس:

آپ رحمۃ اللہ علیہ 478ھ میں سلجوقی وزیر نظام ملک کی دعوت پر "عسکر" کے علاقے میں تشریف لائے اور وہاں کے علماء سے گفت و شنید کی، جس میں وزیر کے سامنے آپ وہاں کے علماء پر غالب آگئے جس کی وجہ سے آپ کی مشہور مدرسہ نظامیہ میں تدریس کا موقع ملا۔[13]

### تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کثرت سے تصانیف فرمائیں کہ ایک تحقیق کے مطابق ان کی تعداد 228 کو پہنچتی ہے اور دوسری تحقیق کے مطابق ان کی تعداد 457 کو پہنچتی ہے[14] جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

- الاقتصاد فی الاعتقاد
- القانون الکلی فی التاویل
- فیصل التفرقہ بن الاسلام و الزندقہ
- معیار العلم فی فن المنطق
- الوجیز فی فقہ الامام الشافعی
- المستصفی فی علم اصول الفقہ
- احیاء علوم الدین
- مکاشفۃ القلوب

**خدماتِ حدیث:**

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور و معروف تصنیف "احیاء علوم الدین" میں ہر باب و فصل کے تحت کثیر احادیث لکھی ہیں جن کی مجموعی تعداد امام زین الدین عراقی (المتوفیٰ806ھ) کی تخریج کے مطابق "چار ہزار سات سو پندرہ(4715)" ہے۔

ہاں البتہ متعدد علماء نے احیاء العلوم میں موضوع اور شدید ضعیف احادیث وارد کرنے کی وجہ سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر کلام کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن جوزی، حافظ ابن کثیر، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابو بکر طرطوسی وغیرہ۔[15]

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ملا كتابه بالاحاديث الباطلة وهو لا يعرف بطلانها"۔[16]

ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں باطل احادیث کو بھر دیا ہے اور وہ ان کے بطلان سے واقف نہیں تھے۔

جبکہ متعدد علمائے کرام نے اس حوالے سے امام غزالی کا دفاع بھی فرمایا ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ ان کی کتاب میں موضوع احادیث کی تعداد بہت کم ہے اور جتنی احادیث بھی آپ نے اپنی کتاب میں لکھی ہیں، دیگر کتبِ احادیث میں ان کی اصل موجود ہے۔

جیسا کہ احادیث "احیاء العلوم" کے متعلق علامہ محدث سید مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ1205ھ) فرماتے ہیں:

"ان احاديث التي ذكرها المصنف ما بين متفق عليه من صحيح و حسن باقسامهما، و فيه الضعيف والشاذ والمنكر والموضوع علي قلة "۔[17]

ترجمہ: مصنف (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ) نے جو احادیث ذکر کی ہیں ان میں متفق علیہ صحیح، اور حسن کی تمام اقسام ہیں اور اس میں ضعیف، شاذ اور منکر احادیث ہیں اور موضوع احادیث کی تعداد کم ہے۔

اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اس کتاب میں موضوع احادیث کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔

**تدریسِ حدیث:**

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ قول مذکور ہے کہ:

" ثم ترك التدريس بها، وعاد إلى بيته، واتخذ في جواره مدرسة لطلبة العلم، ورباطًا للصوفيَّة، فكان يتردد بينهما للعبادة والتدريس.ثم كان خاتمة أمره إقباله على الحديث، ومجالسة أهله، ومطالعة الصحيحين وغيرهما، واستمر على هذه الحال حتى وفاته"۔[18]

ترجمہ: پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تدریس کو ترک فرمادیا اور اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور اس کے قریب طلباء کے لیے مدرسہ اور صوفیاء کے لیے خانقاہ بنائی اور تدریس وعبادت میں مصروف ہوگئے پھر آخری عمر میں حدیث کی خصوصی خدمت کی اور محدثین کی مجالس اختیار کیں اور صحیحین وغیرہ کا مطالعہ کیا،اسی حال پر رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری عمر میں خود کو حدیث پاک کے لیے وقف کر دیا تھا جس میں آپ حدیث کے حوالے سے درس وتدریس میں مشغول رہے۔

### 3. ابو حفص شہاب الدین سہروردی (المتوفیٰ632ھ)

**نام ونسب:**

امام شمس الدین ذہبی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ونسب یوں لکھتے ہیں:

"ابو حفص شہاب الدین عمر بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ البکری المعروف شیخ عمویہ بن سعد بن حسین بن قاسم بن سعد بن نصر بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق"۔[19]

**ولادت:**

شعبان 539ھ بمطابق 1145ء میں زنجان آذربائیجان کے دارالحکومت کے مضافات قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔

**تصانیف:**

- اعلام الهدي و عقيدة اهل التقى
- جذب القلوب الي مواصلة المحبوب

- رشف النصائح الایمانیہ و کشف الفضائح الیونانیہ
- دو فتوت نامہ بہ فارسي
- عوارف المعارف
- بہجۃ الاسرار

**خدماتِ حدیث:**

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں کثرت سے احادیث بیان فرمائی ہیں جن کی تعداد 466 ہے اور ان میں سے 86 احادیث آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مکمل سند کے ساتھ بیان فرمائی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں شدید ضعیف احادیث کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور ایک تحقیق کے مطابق 6.6٪ احادیث غیر مقبول ہیں جو کہ کتبِ تصوف کے اعتبار سے ایک مستحسن امر ہے۔[20]

**تحکیمِ حدیث:**

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں بعض روایات پر صحت و عدم صحت کے حوالے سے بھی کلام فرمایا ہے اور ان روایات کی سندی حیثیت کو واضح کیا ہے جیسا کہ یہ روایت:

> "... عند ذلك تواجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وتواجد الاصحاب رضي الله عنهم معه حتى سقط رداؤه عن منكبه، فلما فرغوا أوى كل واحد منهم إلى مكانه، فقال معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه : ما أَحْسَنَ لعبكم يا رسول الله ، فقال: "مه يا معاوية ليس بكريم من لم يهتز عند سماع ذكر الحبيب . ثم قسم رداءه رسول الله صلى الله عليه وسلم على من حاضرهم بأربعمائة قطعة"۔

یہ روایت لکھنے کے بعد امام سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فهذا الحديث أوردناه مسندا كما سمعناه ووجدناه، وقد تكلم في صحته أصحاب الحديث. وما وجدنا شيئا نُقل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، يُشاكل وجد أهل الزمان وسماعهم واجتماعهم إلا هذا، وما أحسنه من حجة للصوفية وأهل الزمان في سماعهم وتمزيقهم الخرق وقسمتها أن لو صح والله أعلم. ويخالج سري أنه غير صحيح، ولم

أجد فيه ذوق اجتماع النبي صلى الله عليه وسلم مع أصحابه وما كانوا يعتمدونه على ما بلغنا في هذا الحديث ويأبي القلب قبوله والله أعلم بذلك"۔[21]

یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے دیگر محدثین کے حوالے سے اس روایت کی عدمِ صحت کا ذکر کیا اور پھر اپنا تبصرہ بیان کیا کہ کہ میرے نزدیک بھی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

نیز اس پر دیگر محدثین نے بھی بطلان کا حکم کیا ہے۔

**خلاصہ:**

اس آرٹیکل میں سب سے پہلے تصوف کا تعارف بیان کیا گیا ہے، جو کہ اسلامی روحانیت کا ایک مکتب فکر ہے جس میں زاہدانہ زندگی گزارنے اور اللہ کے قرب کو تلاش کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ پھر سلجوقی سلطنت کے دور میں صوفیاء کی حدیث کے علم میں خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ سلجوقی سلطنت کا دور، جو 11 ویں سے 14 ویں صدی عیسوی تک کا زمانہ تھا، اسلامی تاریخ میں علم و فضل اور تصوف کی ترقی کا اہم دور سمجھا جاتا ہے۔ اس دور میں بہت سے صوفیاء نے حدیث کی تعلیم و ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اس آرٹیکل میں تین مشہور صوفیاء کی خدمات پر خصوصی طور پر کلام کیا گیا ہے:

1: امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ: انہوں نے تصوف کی تعلیمات کو حدیث کے ذریعے بیان کرنے میں اہم کردار ادا کیا بالخصوص آپ نے اپنی کتاب "رسالہ قشیریہ" میں کثرت سے احادیث روایت کیں، ان کا مقصد تصوف کی تعلیمات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کرنا تھا۔ اسی طرح آپ نے حدیث کی تدریس کے ذریعے بھی حدیث کی خوب خدمات سرانجام دیں۔

2: امام غزالی: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی فلسفہ و تصوف کی دنیا میں ایک مرکزی شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے حدیث کی روشنی میں تصوف کے اخلاقی و روحانی پہلوؤں کو واضح کیا اور اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں کثیر احادیث ذکر کیں اور آپ پر ہونے والی تنقید کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

3: امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ: ان کا یہ اہم کردار تھا کہ انہوں نے حدیث کی تعلیمات کو تصوف کے فلسفہ کے ساتھ جوڑا، جس سے تصوف کی مزید گہرائی اور عمق سامنے آئی، آپ نے اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں کثرت سے احادیث کو ذکر کیا اور ان میں سے بعض کی سندی حیثیت پر بھی کلام کیا۔

**حوالہ جات:**


[1]خواجہ شاہ سلیمان تونسوی مرتبہ امام الدین، نافع السالکین ملفوظات اردو ترجمہ (جہلم، خانقاہ چشتیہ، 1961ء)ص346

[2]خطیب تبریزی، ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (م741ھ)۔ مشکوۃ المصابیح (بیروت، لبنان، الکتب العلمیۃ، 1424ھ/2003ء)ص:241

[3]بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن مغیرہ، الصحیح (بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، 1401ھ/1981ء)1/12

[4]قشیری، عبدالکریم بن ہوزان، الرسالۃ القشیریۃ (قاہرہ: دار المعارف) باب التصوف، ص313

[5]آل عمران:۴۱

[6]مریم:۳

[7]ذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء (بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، 1413ھ)18/227

[8]ابن خلکان، ابوالعباس احمد بن محمد، وفیات الاعیان (بیروت: دار الثقافۃ)3/205

[9]ابن العماد، ابوالفلاح عبدالحی حنبلی، شذرات الذہب (بیروت: دار الفکر1979ء)3/321

Muhittin Uysal, Tasavvuf Kültüründe Hadis, Yediveren Yayınları, Konya, 2001, s159. [10]

[11]قشیری، عبدالکریم بن ہوزان، الرسالۃ القشیریۃ (قاہرہ: دار المعارف،)1/207

[12]حموی، ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ، المعجم البلدان (بیروت، لبنان: دار الفکر)4/216تا219

[13]مصطفیٰ جواد، ابوحامد الغزالی، ص:55

[14]بدوی، عبدالرحمٰن، مؤلفات الغزالی (کویت: وکالۃ المطبوعات، 1977ء)ص:9تا15۔

[15]ذھبی، شمس الدین محمد بن احمد (673۔748ھ)۔ سیر اعلام النبلاء (بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، 1413ھ)،16/334

[16]ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ (510۔597ھ/1116۔1201ء)۔ تلبیس اِبلیس (قاہرہ، مصر: منشورات مکتبۃ التحریر)ص:217

[17]مرتضیٰ زبیدی، سید محمد بن محمد حسینی، اِتحاف السادۃ المتقین (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء) ۱/۳۸

[18]ذھبی، شمس الدین محمد بن احمد (673۔ 748ھ)۔ سیر اعلام النبلاء (بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، 1413ھ)،19/324 و تبیین کذب المفتری، ص:296

[19]ذھبی، شمس الدین محمد بن احمد (673۔748ھ)۔ سیر اعلام النبلاء (بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، 1413ھ)،17/375

Muhittin Uysal, Tasavvuf Kültüründe Hadis, s. 187 [20]

[21]سہروردی، شہاب الدین عمر، عوارف المعارف ملحق الاحیاء۔5/121